

## قربانی کے احکام

**الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله محمد وآله وصحبه وبعد :**

سب تعریفات اس اللہ وحدہ لاشریک کے لائق ہیں ، اور اللہ تعالیٰ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اس کی رحمتیں ہوں ۔

اما بعد :

جب قربانی ایک ایسی عبادت ہے اور دین اسلام کے عظیم شعائر میں سے شعار ہے جس میں ہم اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اپنے رب کی اطاعت فرمانبرداری کی یاد دہانی کرتے ہیں ، اور اس میں بہت ہی زیادہ خیر و برکت ہے ، تو پھر مسلمان کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس معاملے کا اہتمام کرتے اور اس کی شان و شوکت کی تعظیم کرے ، اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ذیل میں ہم اس عظیم اسلامی شعائر کے بارہ میں مختصر سا نوٹ ذکر کرتے ہیں :

قربانی : یا اضحیۃ : عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد سے ایام تشریق کے آخری دن تک ( تیرہ ذی الحجہ کی شام تک ) چوپائیوں ( اونٹ ، گائے ، بھیڑ ، بکری ) میں سے کوئی ایک اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے - اس علاقہ جہاں پر قربانی کرنے والا رہائش پذیر ہو - قربانی کی نیت سے جانور ذبح کرنے کو اضحیۃ یا قربانی کہا جاتا ہے ۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

{تواللہ تعالیٰ کے لیے نماز ادا کر اور قربانی کر} سورة الكوثر

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

{آپ کہہ دیجئے یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں ، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے {الانعام ( 162 ) ۔

اس آیت میں نسکی کا معنی میری قربانی ہے ۔

اور ایک مقام پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کچھ اس طرح فرمایا :

{اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے تا کہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دے رکھے ہیں ، سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ عاجزی کرنے والے کو خوشخبری سنادیجئے { الحج ( 34 ) ۔

اکثر اہل علم کے مطابق قربانی کرنا سنت مؤکدہ ہے ( اور بعض علماء کرام نے اسے واجب قرار دیا ہے اس کی تفصیل آگے بیان کی جارہی ہے ) اور اصل میں تو یہ قربانی زندہ شخص اور اس کے اہل و عیال کی جانب سے قربانی کے وقت کے اندر مطلوب ہے ، اور قربانی کرنے والے کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ زندہ یا فوت شدگان میں سے جسے چاہے اس کے ثواب میں شریک کر لے ۔

اور بامسئلہ فوت شدگان کی جانب سے قربانی کرنے کا تو اس میں یہ ہے کہ اگر فوت ہونے والے شخص نے قربانی کرنے کی وصیت کی ہو تو اس کے ایک تہائی مال سے قربانی کرنی واجب ہوگی یا پھر اگر اس نے اپنی وقف کردہ چیز میں قربانی بھی رکھی ہو تو پھر بھی اس وقف سے قربانی کرنا واجب ہوگی ۔

لیکن اگر فوت ہونے والے شخص نے نہ تو وصیت ہی کی اور نہ ہی وقف میں قربانی کرنے کا کہا ہو اور انسان فوت شدگان کی جانب سے قربانی کرنا چاہے تو یہ بہتر ہے اور اسے میت کی جانب سے صدقہ شمار کیا جائے گا ، لیکن سنت یہ ہے کہ انسان اپنے اہل و عیال میں سے زندہ اور فوت شدگان کو اپنی قربانی میں شامل کرے اور ذبح کرتے ہوئے کہے کہ اے اللہ یہ میری اور میرے گھر والوں کی جانب سے ہے ، اور ہر میت کی جانب سے علیحدہ علیحدہ قربانی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔

اور علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ قربانی کا جانور ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کرنا جانور کی قیمت صدقہ کرنے سے بہتر اور افضل ہے ، کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قربانی ذبح فرمائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل اور اولیٰ و بہتر کام ہی سرانجام دیتے تھے ، امام ابوحنیفہ ، امام شافعی ، امام احمد رحمہم اللہ کا مسلک یہی ہے ۔

قربانی کی فضیلت اور کونسی قربانی افضل ہے :

ایک شخص اور اس کے گھر والوں کی طرف سے ایک بکرا یا چھترا کفالت کرجاتا ہے اس کی دلیل ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مندرجہ ذیل حدیث ہے :

وہ بیان کرتے ہیں کہ : ( نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک شخص اپنی اور گھروالوں کی جانب سے ایک بکری ذبح کرتا اور اسے وہ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے ) اسے ابن ماجہ اور امام ترمذی رحمہما اللہ نے روایت کیا اور صحیح کہا ہے ۔

جن جانوروں کی قربانی کا ذکر نص میں ملتا ہے ان میں اونٹ ، گائے ، بھیڑ بکری شامل ہیں ، اور علماء کرام کا کہنا ہے کہ سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے ، اس کے بعد گائے ، اور اس کے بعد بکری کی ، اور اس کے بعد اونٹ یا گائے کی قربانی میں حصہ ڈالنا ، اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے بارہ میں مندرجہ ذیل فرمان ہے :

( جو کوئی اول وقت میں جائے گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی

(

امام ابوحنیفہ ، امام شافعی ، اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی یہی کہا ہے ، تو اس طرح بکرا و دنبہ ، مینڈھے کی قربانی اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے افضل ہے ، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں : مینڈھے کی قربانی افضل ہے اور اس کے بعد گائے اور اس کے بعد اونٹ کی قربانی افضل ہے ، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل کام ہی کرتے تھے ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ : نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی خیر خواہی کرتے ہوئے اولیٰ اختیار کرتے تھے اور امت کو مشقت میں ڈالنا پسند نہیں فرماتے تھے ۔ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتویٰ سے لیا گیا ۔

گائے اور اونٹ کے سات حصے ہوتے ہیں لہذا مندرجہ ذیل حدیث کی بنا پر اس میں سات اشخاص شریک ہو سکتے ہیں :

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ : ہم نے حدیبیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات آدمیوں کی جانب سے اونٹ اور سات ہی کی جانب سے گائے ذبح کی تھی ۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں : ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات افراد شریک ہوجائیں ۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں : تو گائے سات اشخاص کی جانب سے ذبح کی جاتی تھی اور ہم اس میں شریک ہوتے ۔ صحیح مسلم ۔

### قربانی کا حکم :

قربانی دین اسلام کا ایک شعار اور علامت ہے ، جو اہل الاکلیل شرح مختصر خلیل میں مذکور ہے کہ :

جب کسی علاقے کے باشندے قربانی کرنا چھوڑ دیں تو اس بنا پر ان سے لڑائی جائے گی کیونکہ یہ دین اسلام کا ایک شعار اور علامت ہے ۔

دیکھیں : رسائل فقہیۃ للشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ صفحہ نمبر ( 46 ) ۔

علماء کرام اس کے حکم کے بارہ میں دو قسموں میں تقسیم ہوتے ہیں :

۱ - علماء کرام کا ایک گروہ تو اسے واجب قرار دیتا ہے ان میں امام اوزاعی ، للیث ، امام ابو حنیفہ ، اور امام احمد کی ایک روایت شامل ہیں ، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے ، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کا بھی ایک قول یا ظاہر مذہب یہی ہے ۔

اس قول کے قائلین کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

1- اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

{پس تو اپنے رب کے لیے نماز ادا کر اور قربانی کر} سورۃ الکواثر

اور یہ فعل امر ہے اور امر وجوب کا متقاضی ہے ۔

2- صحیحین وغیرہ میں جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ :

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( جس نے بھی نماز عید کی ادائیگی سے قبل قربانی کر لی اسے چاہیے کہ وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کی وہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرے ) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 3621 ) ۔

3- ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

( جو استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عیدگاہ کے نزدیک نہ آئے ) مسند احمد ، سنن ابن ماجہ ، امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح کہا ہے اور فتح الباری میں ہے کہ اس کے رجال ثقات ہیں ۔

ب - علماء کرام کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے ، امام شافعی کا مسلک یہی ہے ، اور امام مالک ، اور امام احمد سے مشہور ہے ، لیکن اس قول کے بہت سے قائلین کا کہنا ہے کہ طاقت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے ۔

اس قول کے قائلین کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

1- سنن ابوداؤد کی مندرجہ ذیل حدیث :

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الاضحیٰ کی نماز ادا کی اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو دو مینڈھے لائے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذبح کرتے ہوئے کہا :

بسم اللہ واللہ اکبر ، اے اللہ یہ میری جانب سے اور میری امت میں سے قربانی نہ کرنے والے کی جانب سے ہے ۔

دیکھیں : سنن ابوداؤد بشرح محمد شمس الحق عظیم آبادی ( 7 / 486 ) ۔

2- امام بخاری کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت کی روایت کردہ حدیث :

( تم میں سے جو بھی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے ) ۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ قربانی کے وجوب اور سنت مؤکدہ دونوں کے اقوال ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں :

دلائل تو اس کے موافق ہونے کے قریب ہیں اور احتیاط کے راستے پر چلتے ہوئے قربانی کرنے کی استطاعت ہونے پر قربانی ضرور کرنی چاہیے

اور اسے چھوڑنا نہیں چاہیے کیونکہ قربانی کرنے میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کا ذکر ، یقیناً بری الذمہ بھی ہوا جاتا ہے ۔

دیکھیں : رسائل فقہیہ صفحہ نمبر ( 50 ) ۔

### قربانی کی شروط :

1- قربانی کا جانور مطلوبہ عمر کا ہونا ضروری ہے ۔

دودانتا ( دودانت والا ہونا ) مینڈھا چھ ماہ ، اور بکرا ایک سال ، اور گائے دوس سال اور اونٹ پانچ برس کا ہونا ضروری ہے ۔

2- عیوب و نقائص سے مبرا ہو یعنی اس میں کوئی عیب نہ پایا جائے :

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

( چار قسم کے جانور قربانی کے لائق نہیں ، آنکھ کی بیماری والا جانور جس کی بیماری واضح ہو ، بیمار جانور جس کی بیماری واضح ہو ، اور لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو ، اور کمزور جانور جس کا گودہ ہی نہ ہو ) یہ روایت صحیح ہے دیکھیں صحیح الجامع حدیث نمبر ( 886 )

اس کے علاوہ بھی کچھ ایسے عیوب ہیں جن کی بنا پر قربانی کرنا مکروہ ہے لیکن قربانی کرنے میں ممانعت نہیں بنتے :

( کٹے ہوئے سینگ اور کان والے ) اور پھٹے ہوئے کان والے ۔ الخ لیکن یہ یاد رکھیں کہ قربانی کرنا اللہ تعالیٰ کا تقرب ہے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے قربانی کی جاتی ہے ، اور اللہ تعالیٰ بہت ہی پاکیزہ ہے اور وہ پاکیزہ چیز کے علاوہ کچھ بھی قبول نہیں فرماتا ، اور پھر جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے یہ اس کے دل کے تقویٰ کی بنا پر ہے ۔

3- قربانی کے جانور کو بیچنے کی حرمت :

جب کسی جانور کے قربانی کرنے کی تعیین کر لی جائے یا اسے خرید لیا جائے تو اس کو فروخت کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اسے ہبہ کیا جاسکتا ہے لیکن اس سے اچھے جانور سے بدلا جاسکتا ہے ، یعنی اگر اس سے بہتر اور اچھا جانور ذبح کرنا ہوتو پھر کوئی حرج نہیں ، اور اگر قربانی کے جانور نے کوئی بچہ جنم دیا ہو تو اسے بھی اس کے ساتھ ہی ذبح کیا

جائے گا ، اور اسی طرح ضرورت کے وقت اس جانور پر سواری بھی کی جاسکتی ہے ۔

اس کی دلیل بخاری اور مسلم شریف کی مندرجہ ذیل حدیث ہے :

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اپنا اونٹ بانکتے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے : اس پر سوار ہو جاؤ

وہ شخص کہنے لگا : یہ تو قربانی کے لیے ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری یا تیسری بار بھی اسے یہی کہا کہ سوار ہو جاؤ ۔

4- قربانی کے جانور قربانی کے وقت میں ہی ذبح کرنا :

قربانی کا وقت نماز عید اور خطبہ کے بعد سے لیکر ایام تشریق کے آخری دن کے سورج غروب ہونے تک ہے ، نہ کہ نماز عید اور خطبہ کے وقت کے داخل ہونے کے بعد بلکہ نماز عید کی ادائیگی اور خطبہ سننے کے بعد شروع ہوتا ہے ، اور ذی الحجہ کی تیرہ 13 تاریخ کے غروب شمس تک رہتا ہے اور تیرہ تاریخ ہی ایام تشریق کا آخری دن ہے ۔ اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مندرجہ ذیل فرمان ہے :

( جس نے بھی نماز عید سے قبل قربانی ذبح کر لی وہ قربانی دوبارہ ذبح کرے ) ۔ اسے امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے ۔

اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے :

عید الاضحیٰ اور اوراس کے تین دن بعد قربانی کرنے کے ایام ہیں ۔

حسن بصری ، عطاء بن ابی رباح ، امام اوازعی ، امام شافعی ، رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے اور ابن منذر رحمہ اللہ نے بھی یہی اختیار کیا ہے ۔

### قربانی کے گوشت کا کیا جائے ؟

- قربانی کرنے والے کے لیے سب سے پہلے خود کھانا مستحب ہے جب اس کے لیے ایسا کرنا ممکن ہو تو وہ پہلے خود کھائے کیونکہ حدیث میں ہے :

( برشخص اپنی قربانی میں سے کھائے ) یہ حدیث صحیح ہے ، دیکھیں : صحیح الجامع حدیث نمبر ( 5349 ) -

اوراہل علم کا قول ہے کہ نماز عید اورخطبہ کے بعد کھانا چاہیے ، ان میں علی ، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ، امام مالک ، امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں ، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے :

بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں کھانے کے بغیر نہیں نکلتے تھے اوراورعیدالاضحیٰ کے دن قربانی کرنے سے قبل نہیں کھاتے تھے - علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے ، دیکھیں : المشکاۃ المصابیح ( 1 / 452 ) -

- قربانی ذبح کرنے میں افضل تو یہ ہے کہ قربانی کرنے خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے ، لیکن اگر وہ نہیں کرسکتا وہ اس کے لیے کسی دوسرے سے ذبح کرنا بھی مستحب ہے -

- ابن مسعود اورابن عمررضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں کہ :

قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مستحب ہے ، ایک تہائی کھانے کے لیے ، اورایک تہائی تحفہ اورہدیہ دینے کے لیے ، اورایک تہائی صدقہ کرنے کے لیے -

اور جیسا کہ علماء کرام اس پرمتفق ہیں نہ توقربانی کا گوشت بیچنا جائز ہے اورنہ ہی اس کی چربی ، اورکھال وغیرہ ، اورصحیح حدیث میں ہے کہ :

جس نے اپنی قربانی کی کھال بیچ ڈالی اس کی قربانی ہی نہیں -

اسے صحیح الجامع میں حسن قرار دیا گیا ہے دیکھیں صحیح الجامع حدیث نمبر ( 6118 ) -

اوراس پر بھی اتفاق ہے کہ قصائی کو بھی اس میں سے بطور اجرت کچھ نہیں دیا جائے گا ، کیونکہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں قربانی کے جانوروں کی نگرانی کروں اوران کے گوشت ، کھالوں اورجھول کوصدقہ کردوں اورذبح کرنے والے قصائی کواس میں سے کچھ بھی نہ دوں ، اوروہ کہتے ہیں ہم اسے اپنی جانب سے دیتے تھے - متفق علیہ -

## ایک مسئلہ :

اگر کوئی مسلمان شخص قربانی کرنا چاہے تو اسے ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد کن اشیاء سے اجتناب کرنا ہوگا ؟

سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جو کوئی بھی قربانی کرنا چاہے اور اس کا قربانی کا ارادہ ہو تو چاند نظر آنے کے بعد قربانی ذبح کرنے تک اسے اپنے بال ، اور ناخن وغیرہ نہیں کٹوانے چاہیں کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

( جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی ایک کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ قربانی ذبح کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے ) -

اور ایک روایت میں ہے کہ :

وہ اپنے بال اور چمڑے وغیرہ میں سے کسی کو بھی نہ چھوئے -  
امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے چار سندوں سے روایت کیا ہے  
دیکھیں صحیح مسلم ( 146 / 13 ) -

اور راجح قول کے مطابق یہاں امر وجوب اور نہی تحریم کے لیے ہے ، کیونکہ امر مطلق ہے اور نہی مجرد ہے ان دونوں کے لیے کوئی بھی صارف نہیں یعنی کسی اور معنی کی طرف لے جانا والا نہیں ہے ، لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اپنے بال وغیرہ کاٹ لیتا ہے اس پر فدیہ نہیں ہوگا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرے اور اس کی قربانی صحیح ہوگی -

اور اگر کسی شخص کو ضرورت کی بنا پر بال وغیرہ کاٹنے پڑیں تو اس کا باقی رہنا اس کے لیے نقصان دہ ہو مثلاً ناخن ٹوٹ جائے اور اسے تکلیف دیتا ہو تو اس حالت میں اسے کاٹنا جائز ہوگا یا پھر کوئی زخم بوجائے اور اس پر سے بال صاف کرنا پڑیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ، کیونکہ یہ محرم سے بھی عظیم نہیں حالانکہ محرم کے لیے بھی احرام کی حالت میں اذیت کی بنا سر منڈاوانا جائز ہے -

اور چاند نظر آنے کے بعد مرد و عورت کے لیے سردھونے میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو منڈوانے اور کٹوانے سے منع فرمایا ہے ، اور احرام کی حالت میں بھی غسل کرنے کی اجازت ہے تو یہاں بھی کوئی مانع نہیں -

اور قربانی کرنے والے شخص کے بال وغیرہ نہ منڈوانے میں حکمت یہ ہے کہ جب کچھ اعمال میں احرام والے کے مشابہ تھا یعنی قربانی کر کے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا وغیرہ تو اسی لیے اسے بھی اس کے کچھ احکام دے دیئے گئے ، اور اسی طرح وہ قربانی کرنے تک اپنے بالوں اور ناخنوں کی حفاظت اس امید سے کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مکمل طور پر آگ سے آزادی عطا فرمادے۔ واللہ اعلم۔

اور چاند نظر آنے کے بعد اگر کسی کوئی قربانی کرنے کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو تو اپنے ناخن وغیرہ کٹوالے اور بعد میں اس کا قربانی کرنے کا ارادہ بن جائے تو اسے اسی وقت بال وغیرہ کٹوانے سے باز آجانا چاہیے۔

اور وہ عورتیں جو چاند نظر آنے کے بعد اس لیے اپنے بھائی یا بیٹے کو قربانی کرنے میں وکیل مقرر کرتی ہیں کہ اپنے بال کاٹ سکیں ان کا ایسا کرنا صحیح نہیں ، کیونکہ یہ حکم قربانی کرنے والے ساتھ خاص ہے یعنی وہ شخص جس نے قربانی خریدی ہے ، چاہے وہ کسی اور کو قربانی کرنے میں وکیل مقرر کر دے ، اور وکیل کو یہ نہیں شامل نہیں وہ اپنے بال وغیرہ کٹوا سکتا ہے کیونکہ یہ نہی تو صرف قربانی کرنے والے کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ حدیث میں بھی ہے ، لیکن جو کوئی کسی دوسرے کی جانب سے وصیت کے طور پر یا بطور وکیل ہو اسے یہ نہیں شامل نہیں۔

پھر یہ ظاہر تو اس کے ساتھ ہی خاص ہے جو قربانی کرنے والا ہے اس کے بیوی بچوں کو شامل نہیں لیکن اگر ان میں سے کسی ایک کی خاص قربانی ہو تو وہ نہیں کاٹ سکتا ، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آل کی جانب سے قربانی کیا کرتے تھے اور ان سے یہ منقول نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں میں سے کسی ایک کو بھی بال وغیرہ کٹوانے سے منع فرمایا ہو۔

اور جس نے قربانی کرنی ہو اور بعد میں اس کا حج کرنے کا ارادہ بن جائے تو احرام باندھتے وقت وہ اپنے بال وغیرہ نہیں کٹوا سکتا کیونکہ یہ ضرورت کے وقت سنت ہے ، لیکن اگر وہ حج تمتع کرنا چاہتا ہو تو پھر عمرہ کرنے کے بعد اپنے سے بال منڈوا یا چھوٹے کروا سکتا ہے کیونکہ یہ تو عمرے کا حصہ ہے۔

مذکورہ بالا محظورات یا ممنوعہ اشیاء وہ ہیں جو قربانی کرنے والے پر ممنوع ہے اور مندرجہ بالا حدیث میں مذکور ہیں ، لہذا قربانی کرنے والے پر خوشبو لگانا بیوی سے ہم بستری کرنا ، اور سلے ہوئے کپڑے پہننا حرام نہیں بلکہ یہ سب کچھ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مزید مسائل وغیرہ دیکھنے کے لیے آپ وب سائٹ پر قرآنی کے متعلق  
سوالات پر کلک کریں۔